نور نہایا رستہ
جلیل عالی

نور نہایا رستہ

(حمد و نعت، منقبت و سلام)

جلیل عالی

ضابطہ

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ

نام کتاب : نور نہایا رستہ

شاعر : جلیل عالی

سرورق : اسلم کمال

اشاعت اوّل : نومبر ۲۰۱۸

پیش کار : ” زندہ لوگ “

مطبع : شریف پرنٹنگ پریس راولپنڈی

قیمت : کوئی نہیں

پبلشر: حرف اکادمی راولپنڈی

H-9، منور کالونی، اڈیالہ روڈ، راولپنڈی۔ فون 03365262149

col.syedmaqboolhussain@yahoo.com

تمام زمانوں

اور

کل جہانوں کے نام

یہ نعت کا اعجاز ہے لکھتے ہیں تو خود ہی
بنتی ہے کوئی بات عبارت سے زیادہ

ترتیب

نعتیہ نظمیں

”صبحِ آشنائی“

پروفیسر اسلوب احمد انصاری فرماتے ہیں کہ ”حقیقت کا ادراک دو طرح ممکن ہے۔ ایک طرف علم و منطق کے وسیلے سے اور دوسری طرف کشف و وجدان کی روشنی میں۔“ اور جلیل عالی کے بارے میں قیاس ہے کہ اس پر ”نور نہایا رستہ“ کی طویل نعت بھی کسی ایسی ہی وجدانی کیفیت میں نازل ہوئی ہے۔ یہی نہیں بلکہ نعت پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ یہ کہی نہیں گئی، کہلوائی گئی ہے۔ بارَک اللہ!

جلیل عالی ہمارے صاحبِ اسلوب شاعر ہیں جو اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں فکر و فن کے جوہر دکھاتے رہتے ہیں۔ میاں محمد بخش کے سیف الملو کی لہجے سے خاص رغبت رکھتے ہیں جو اہلِ دل کو لُوٹ لیتا ہے۔ اور جہاں تک عبدہٗ کے مقام کا تعلق ہے اس سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ انہوں نے اپنے نعتیہ کلام کو ”نور نہایا رستہ“ کا علامتی نام دے کر بھی رب العزت سے جھولی بھر بھر خیر و برکات سمیٹ رکھی ہیں۔ بلاشبہ نعتوں کے مجموعے کو ایسا بے مثل نام کسی اور نے آج تک نہیں دیا۔

جلیل عالی کی نعت پڑھتے وقت پروفیسر اسلوب احمد انصاری ایک بار پھر یاد آئے۔ وہ کہتے ہیں کہ ”کسی ادبی کارنامے میں اقدار کا ایک نظام، انفرادی تخلیقی تجربہ اور لسانی ڈھانچہ ہونا ضروری ہے۔“ اور زیرِ نظر کلام میں یہ تینوں باتیں موجود ہیں۔ مثلاً مسلّمہ اخلاقی و ادبی عوامل کی مربوط ہیئت پیشِ نظر ہو تو یہ شعر پڑھ لیجئے۔

دسترس اسؐ کی نگاہوں کی کراں تا بہ کراں
وہؐ تجسس کے لئے آخری منزل کا نشاں

انفرادی تخلیقی تجربہ تو بذاتِ خود ایک مفصل مضمون کا متقاضی ہے۔ لیکن شعر میں

''سمٹے تو دلِ عاشق، پھیلے تو زمانہ ہے'' کی کیفیت دیکھنا مقصود ہو تو عالی کے یہ شعر ملاحظہ فرمائیے۔

دنیا کیا تسخیرے مجھ کو　　　شوق ترا تعمیرے مجھ کو

تیرےؐ دھیان کے اپنے موسم　　　کیسے وقت اسیرے مجھ کو

اور لسانی ڈھانچے میں سلیقہ و قرینہ دیکھنا ہو تو پوری طویل نعت پیش کی جاسکتی ہے۔ جس کا تفصیل سے ذکر آئندہ سطور میں آرہا ہے۔ مگر ایک بات طے ہے کہ جلیل عالی کا اسلوبِ دعا و نعت روایتی استدعا اور اظہارِ عقیدت سے مختلف ہے۔ شاعر کی سوچ اور اس کے بیان میں ایسا قرینہ ہے جو خلقی طور پر باطن کی دین ہے۔ لیکن یہ ماجرا بھی عجیب و غریب ہوتا ہے۔ سوچ اندرونی و بیرونی اثرات کے دباؤ سے رفتہ رفتہ نکھرتی رہتی ہے مگر روح کی بالیدگی سے مشروط ہو کر۔ پھر یہی بالیدگی ''خبر'' کو ''نظر'' بنا دیتی ہے اور شاعر کو اظہار کا مختلف ڈھانچہ عطا کر کے اس سے ایسے اشعار کہلواتی ہے۔

منکشف کر سوچ سے پہلے کی بات　　　لفظ سے آگے رسائی دے مجھے

دل تہوں میں کوئی سرگوشی اُگا　　　فصلِ صبحِ آشنائی دے مجھے

لامکاں بھی آنکھ پتلی میں کھِلے　　　وہ نگاہِ ماورائی دے مجھے

یوں آرزو اور رنگِ آرزو دونوں بدل جاتے ہیں اور شاعر بڑے قرینے سے عرض پرداز ہوتا ہے کہ تو نے توفیقِ تجسس تو بخش دی مگر خیرِ عرفانِ حقیقت کی بھی التجا ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے کہ اسے توفیقِ تجسس جس ہستیؐ کے حوالے سے ملی ہے اس حوالے سے خالقِ کائنات اس کے حرکیاتی نظام کی معروضی تفہیم بھی چاہتا ہے۔ یہ نعت کا وہ رنگ ہے جو عصری نعت نگاروں کے حصّے میں کم کم آیا ہے۔ عالی مربوط فکر و عمل کے شاعر ہیں ان کی نعتیہ شاعری گہری بصیرت مگر سبک الفاظ کے سہارے آگے بڑھتی ہے اور ایک ایسی فضا تخلیق کرتی ہے جس میں تحرک بھی ہے اور یقینِ محکم بھی۔ نتیجتاً حاصل کا در یوں وا ہوتا ہے۔

وہؐ عشق ہے عرفاں ہے، وہؐ عقل ہے برہاں ہے

ہر فکر و عمل اسؐ کا، آئینۂ قرآں ہے

سانسیں ہیں رواں اسؐ سے، سینے میں اذاں اسؐ سے
وہؐ روز و شبِ دل ہے، وہؐ تاب وتبِ جاں ہے

جلیل عالی کی شعری جمالیات میں بھی ایک انوکھا پن موجود ہے۔مثلاً دل زمینوں میں صدق و صفا اُگانا، ریگ زارِ حیات کو پھول پھول کرتا تبسم، دیے جلاتی شفیق پلکیں، خبر خساروں کے جنگلوں میں خیرِ خوشبو، فصلِ صبحِ آشنائی، لامکاں کا آنکھ پتلی میں کھِلنا اور نورنہایا رستہ ایسی دلآویز اور رعایتِ لفظی سے آراستہ تراکیب فکر وفن دونوں کو ایسا سرور بخشتی ہیں کہ قاری بے اختیار پکار اٹھتا ہے، ''نگاہ ہے! یارسولؐ اللہ نگاہ ہے!''

جلیل عالی کی نعت میں سرکارِ دوعالمؐ سے اظہارِ محبت میں ایک پہلو 'شدّت' کا بھی ہے جو ایمان کی پختگی اور سوزِ دروں سے عبارت ہے۔ایمان کی پختگی تو اپنے آپ کو قولاً وفعلاً کلمۂ طیبہ کے سپرد کر دینے کا نام ہے لیکن سوزِ دروں تو اُس کششِ فیضِ نگاہ سے پیدا ہوتا ہے جو شاعر کو یہ کہنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

دل شاد ہیں ہر درد کی شدّت سے زیادہ
کیا چاہئے اور اسؐ کی محبت سے زیادہ
یہ سچ ہے کہ ہم اسؐ کی پرستش نہیں کرتے
رہتا ہے مگر دل میں عبادت سے زیادہ

یا

اسم جس آن ترا لوحِ زباں پر لَو دے
سنگ سینے میں پگھل جائیں اناؤں والے

اس کو اقبال ''جہانِ عشق ومستی'' کا نام دیتے ہیں یہ انجذاب واتصال کی کیفیت ہے۔لیکن اس کے لئے بھی کہا جا سکتا ہے کہ ''پروردگار جس کو یہ نعمت عطا کر دے'' الحمد للہ! جلیل عالی اس کیفیت کی منازل طے کر رہے ہیں۔

اس پس منظر میں، ہم حاصلِ کلام ''جگمگ نورنہایا رستہ'' والی نعت کی طرف آتے ہیں۔جو

مناجات کے اسلوب میں کہی گئی ہے تو یہاں وہی سوزِ دروں لبِ عجز و نیاز بن گیا ہے۔قصیدے کی تشبیب والے اسلوب سے بھی کام لیا گیا ہے۔یاد کیجئے کہ تشبیب کا لفظی معنیٰ ''آگ سلگانا'' یا ''عشق کا بیان'' ہے۔جلیل عالی کے فن کی خوبی یہ ہے کہ وہ جذبات کی فراوانی میں بھی اپنا لہجہ دھیمہ رکھتے ہیں اور شعر کو مقامِ اطاعت سے آگے بڑھنے نہیں دیتے۔عشق و مستی کے تقاضے اپنی جگہ مگر انہیں احساس ہے کہ حضورؐ ختمی مرتبت شارع علیہ السلام ہیں۔انہوں نے نناوے اشعار کی نعت نما مناجات میں حضورؐ کے متعین کردہ رستے کے اتنے پہلو اجاگر کر دیئے ہیں کہ قدم قدم پر فکر و نظر کے چراغ جل اٹھے ہیں۔میاں محمد بخش کے لہجے نے بھی کام کیا ہے،جس سے تاحدِ نظر ''نعتِ محمدؐ والا رستہ'' کھلتا چلا جاتا ہے۔اور شاعر کے ساتھ قاری بھی سراپا التجا بن کر دوہراتا چلا جاتا ہے۔

مجھ پر کھول خدایا رستہ — نعتِ محمدؐ والا رستہ
جہل کے گھور اندھیروں اندر — جگ مگ نور نہایا رستہ
دُور کرے سب دہر خسارے — خیر و برکت والا رستہ
اُسؐ کے لحن میں چپ صحراؤں — پیار کی بولی بولا رستہ

جلیل عالی کی تمام نعتوں کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ اس کا موضوع اجتماعیت سے متصف ہے۔یعنی

اُسؐ نے تمام زمانوں خاطر — راتوں جاگ کے سوچا رستہ

اور ایک مرحلہ ایسا آتا ہے جب وہ وفورِ عقیدت میں کہتا چلا جاتا ہے کہ کیسا رستہ!نعتِ محمدؐ والا رستہ! سینوں بیچ بنایا رستہ!شب زاروں میں دمکا رستہ!سیدھا رستہ!سادہ رستہ!اسی اثنا میں ''سیف الملوکی لَے'' اسے اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔اور وجد کے عالم میں اس پر نزولِ شعر شروع ہو جاتا ہے۔

آقاؐ! آقاؐ! اللہ! اللہ! — کیسی منزل، کیسا رستہ
آقاؐ! آقاؐ! اللہ! اللہ! — واحد منزل، تنہا رستہ
آقاؐ! آقاؐ! اللہ! اللہ! — اپنی منزل، اپنا رستہ
آقاؐ! آقاؐ! اللہ! اللہ! — منزل منزل، رستہ رستہ
قدم قدم قرباں دل اسؐ پر — جس کے وسیلے پایا رستہ

ذکراً کثیراً، فرمانِ خداوندی ہے۔نقشبندی سلسلے کا وصفِ خاص ہے۔اسے تطہیرِ قلب کے لئے پڑھا جاتا ہےاوراس کا ایک مخصوص ’’آہنگ‘‘ ہے۔اہلِ طریقت ایک دائرے میں بیٹھ جاتے ہیں۔دائرہ کائنات کی علامت ہے جسے ذکرِ کردگار اپنے احاطے میں لے لیتا ہے۔ذکر کا آغاز آہستہ آہستہ ہوتا ہے۔پھر تیز اور پھر تیز تر۔یہ سلسلہ کچھ دیر تک جاری رہتا ہے۔اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ ’’اللہ ہُو‘‘ کی ضرب براہِ راست دل پر پڑتی ہے۔علائقِ دنیا موقوف ہوگئے ہیں اور ذاکر ہوا کی طرح سبک خرام ہوگیا ہے۔وہ ذکر کے اختتام پر بھی ’’اللہ ہُو‘‘ کی ضرب کچھ دیر تک اپنے دل پر محسوس کرتا رہتا ہے۔یہ مشق جاری رکھی جائے تو تطہیرِ قلب کا سامان ہوجاتا ہےاور ساری کائنات ’’آنکھ پتلی‘‘ میں سماجاتی ہے۔

مذکورہ نعت کے آہنگ میں بھی یہی ’تکنیک‘ استعمال کی گئی ہے اور شاید کسی طویل نعت کے ردھم میں یہ ہنروری پہلی بار دیکھنے میں آئی ہے۔

جلیل عالی ہوش سے نعت کہنے والے شاعر ہیں۔آدابِ رسالت ہمہ وقت پیشِ نظر رہتے ہیں ۔بارگاہِ رسالت میں استدعا کے لئے شایانِ شان الفاظ کا انتخاب ،آسان و ملائم اسلوبِ اظہار، عجز وانکسار کا شعاران کی نعت کے خصوصی اوصاف ہیں۔ان کے مقام آشنا شاعر ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہ زیرِ نظر نعت کے اختتام پر بھی کہتے ہیں

دُھول رہوں اُسؐ کے قدموں کی
اور ہے باقی جتنا رستہ

کیا عجب یہی نعت جلیل عالی کا توشۂ آخرت بن جائے۔

......

امین راحت چغتائی
۲۹ مئی ۲۰۱۴

محمد جلیل عالی کی نعت

بجا کہ نعت کا لفظ قرآن پاک میں نہیں ہے اور نہ ہی احادیث کی امہاتِ کتب میں یہ اپنے تخصیصی معنیٰ میں آیا ہے تاہم نعت کی اساس قرآن وحدیث ہی ہے۔ عربی سے فارسی میں پہنچ کر یہ لفظ مطلق ثنائے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مخصوص ہوا اور یہیں سے اُردو میں مروج ہوا۔ کہنے کو نعت کا موضوع طے ہو چکا مگر واقعہ یہ ہے کہ اس میں موضوع کی وسعت اور عظمت ایسی ہے کہ وہ اپنی تاثیر کے ساتھ توفیقِ الٰہی اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق سے ہی کسی کو عطا ہوتی ہے۔ یہ توفیق محمد جلیل عالی کو عطا ہوئی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ کئی سال پہلے جب محمد جلیل عالی کا پہلا شعری مجموعہ ''خواب دریچہ'' منظرِ عام پر آیا تو اس کے ابتدائی صفحات میں جو نعت موجود تھی، وہ بھی اپنے مزاج کے اعتبار سے الگ دھج رکھتی تھی:

ایک لمحہ کہ ملیں سارے زمانے جس میں
ایک نکتہ سبھی حکمت کے خزانے جس میں
دائرہ جس میں سما جائیں جہانوں کی حدود
آئنہ جس میں نظر آئے عدم کا بھی وجود
فرش پر عرش کی عظمت کی دلیلِ محکم
خلق پر رحمتِ خالق کی سبیلِ محکم
دسترس اسؐ کی نگاہوں کی کراں تا بہ کراں
وہؐ تجسّس کے لئے آخری منزل کا نشاں

ایک توسیع جو قسمت کی لکیروں میں رہے
ایک تنبیہ جو بیدار ضمیروں میں رہے

صاحب! میں نے تو اس پہلی نعت سے اندازہ لگا لیا تھا کہ محمد جلیل عالی پیشہ ور نعت نگاروں، اتفاقاً یا شوقیہ اس طرف آ نکلنے والوں اور موقع کی مناسبت سے دیگر موضوعات کی طرح نعت کہہ لینے والوں جیسے نہیں ہیں۔ ان کا تخلیقی عمل اپنی مختلف سطوح میں ایک ایسے تصورِ جمال کی عطا ہے جسے پیکرِ جمیل نبیِ آخرالزماں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے الگ کر کے دیکھا جا سکتا ہے نہ اس نظام سے الگ کر کے جس کے وہؐ داعی تھے۔ ہمارے اس محبوب شاعر کے ہاں لطیف جمال کے شوق دھارے سے جس مثالی انسان کا خاکہ بنتا ہے یا پھر اس انسان کے لیے جا بہ جا ایک دردمندی سے سلامتی کی جو راہیں تجویز ہوتی ہیں وہ ان کے کلام میں ایک مربوط فکری جہت اور اس میں موجزن بصیرت کے خدوخال کی تعیین بھی کر دیتی ہیں۔ احمد ندیم قاسمی نے کہا تھا:

> ''جلیل عالی نے اپنے ''دل کی لوح پر سچائی کا اسم روشن'' کر رکھا ہے۔ یہ اس کے اپنے الفاظ ہیں مگر خودستائی سے مبرا، اس لیے سچے اور دیانت دارانہ ہیں۔''

یہیں عالی صاحب کی نعت کا ایک شعر یاد آتا ہے:

ہم کو دیتا ہے وہی اسم پناہیں عالؔی
ورنہ اس بحرِ گماں میں جو بھنور بنتے ہیں

قاسمی صاحب کا کہا اور عالی صاحب کی نعت کا شعر مجھے یوں ایک ساتھ یاد آئے ہیں کہ انہی میں بہ جا طور پر عالی صاحب کے تخلیقی عمل کے محرکات اور سروکار دونوں نشان زد ہو رہے ہیں۔ جی، مَیں صاف لفظوں میں کہہ دیتا ہوں کہ عالی کے دِل کی لوح پر سچائی کا جو اسم روشن ہے اس کی مجسم صورت پیکرِ جمیل و جمال ﷺ ہیں اور یہ کہ عالی صاحب کی رگوں میں دوڑتے عشق کا لہو جہاں تخلیقی محرک بنتا ہے وہیں ان کے کل کلام کا قبلہ اور اسلوب بھی متعین کر رہا ہے۔ ''خواب دریچہ'' ہی سے غزل کا ایک شعر:

اب اور تو کچھ ایسے آثار نہیں ملتے
اِک شوق ترا اپنے ہونے کی نشانی ہے

زیرِنظر مجموعے کی ایک نعت سے متقبس کرتا ہوں:

دنیا کیا تسخیرے مجھ کو
شوق ترا تعمیرے مجھ کو
تیرے دھیان کے اپنے موسم
کیسے وقت اسیرے مجھ کو

محمد جلیل عالی، نہ صرف خود ایک نورنہائے راستے پر چلتے رہنا چاہتے ہیں بلکہ اسی مسافت کی اُجلی دھول کے اس پار انسانیت کی بقا کی منزل کو بھی دیکھ رہے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ وہ ماضی کی ہر روشن روایت پر ملبا ہو کر گرتے حال اور کسی مربوط فکری نظام سے عاری کل کے خواب کے اسیر نہیں ہوتے، وہ جس راہ پر ہیں اُس راہ پر پڑنے والا ہر قدم انہیں منزل کی تعمیر کا سا لگتا ہے۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ نعت گوئی آسان بھی ہے اور مشکل ترین بھی تو یہ یوں درست ہے کہ ہم ایسے نعت نگاروں کو تواتر سے پڑھتے سنتے رہتے ہیں جو نعت کہتے کہتے جانے اَن جانے میں مبالغے کے ایسے قرینے برتنے لگتے ہیں جو حمد سے مختص ہیں یا پھر دوسری حد کی طرف یوں جست لگاتے ہیں کہ اس باب کے لیے مخصوص ادب کے قرینے کی حد پھاند جاتے ہیں۔ ہوشیار اور محتاط ہوئے بغیر مبالغے کو سہولت سے برتنا یا حدِ ادب کے اندر رہنے کی مشکلات کو سمجھے بغیر شعر کہے چلے جانے والے شاعر چاہے جتنے بھی باکمال ہوں، اس علاقے میں لائق اعتنا نہیں رہتے۔ وہ جو کہتے ہیں باخدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار، تو یوں ہے کہ محمد جلیل عالی اس باب میں اسی مسلک کے امیں ہیں اور اس راہ کی مشکلات اور نزاکتوں سے بہ خوبی آگاہ ہیں:

لفظ جو نعت کے شایاں ہوں لغاتوں میں کہاں
زہے قسمت کہ سخن عرض رساں ہو جائے

محمد جلیل عالی یوں عالی بخت ہیں کہ ان کے اخلاص نے ان پر یہ کٹھن راہیں سہل کر دی ہیں۔ تخلیقی عمل کے سارے سفر میں قسمت اُن پر کچھ اس طور مہربان رہی ہے کہ اس صنف کے سارے لوازمات اور مقتضیات پورے ہوتے رہے ہیں۔

اک سایۂ رحمت ہے شب و روز سروں پر
یوں ہی تو کٹھن مرحلے آساں نہیں ہوتے

......

بے ربطیِ افکار میں تالیف کی صورت
بس اک تیری سیرت کا حوالہ مرے آقا

......

دل غزل وادی کا شہزادہ ہے کن حرفوں کہیں
کیا سکوں دیتی ہے اک اک ساعتِ مدحت ہمیں

درست کہ نعت کا لفظ خلقتاً عمدہ صفات کے مالک کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ بھی درست کہ نعت کی صنف کا مرکزی موضوع مدحِ رسولؐ ہے تاہم اب موضوعات کا دائرہ پھیل کر ہر نوع کے مسائل اور مشکلات کو اپنے کلاوے میں لے آیا ہے۔ جدید انسان کے اپنے مسائل اور اپنی مشکلات ہیں اور نئے وقت کے اپنے تقاضے اور اپنے مطالبے ہیں۔ محمد جلیل عالی کی نعت میں آج کی مشکلات سے جھوجھتا اور اپنے وقت کے جبر کی زنجیروں میں جھولتا تڑپتا یہ انسان بھی اپنی پوری شباہت دِکھا رہا ہے۔

رنگوں کے تعاقب میں نکل جاتے حدوں سے
عکس اُسؐ کے نگاہوں میں جو رخشاں نہیں ہوتے

......

وہؐ دشتِ احساس میں
بھٹکتے تلاش لمحوں کو
منزلوں کا سراغ دیتے
نقوشِ پا کے چمکتے پرچم

(ؐ)

......

خیال خاروں
خبر خساروں کے جنگلوں میں
وہ خیر خوشیوں کے
جاگتے راستے بناتی ہوئی بصیرت

(۴)

یہیں اس مجموعے کی اُس حمدیہ نظم کی طرف دھیان چلا گیا ہے جس کا عنوان ''کوئی چراغِ سعادت'' ہے:

نظر کی راہ میں
سوالتباس رقص کناں
ہزار ابرِ تحیر طراز
برق فشاں
قدم قدم
سرِ احساس ڈولتی سوچیں
شعور بے سروساماں
گمان تیرہ جبیں
کوئی حدیثِ بصیرت
بہ گوشِ زخمِ جگر!
کوئی چراغِ سعادت
بہ طاقِ قلب حزیں!

میں مکرر اور بہ اصرار یہ کہنا چاہتا ہوں کہ محمد جلیل عالی اپنے پورے تہذیبی شعور کے ساتھ عصری حسیت کے ساتھ جڑے ہوئے شاعر ہیں۔ وہ اس عصر میں زندہ ہیں اور پورے تخلیقی وجود کے ساتھ زندہ ہیں۔ وہ رواں وقت کی ایک ایک لرزش کو اپنے وجود پر محسوس کرتے ہیں اور مستقبل کی چاپ سن کر

درست درست آنک سکتے ہیں کہ اگلا قدم کہاں دھرنا مناسب ہوگا۔اپنی ان توفیقات کے ساتھ وہ ایسے زمانے میں نعت کہہ رہے ہیں کہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر شب روز ایک ایسا تماشا ہماری نگاہوں کے سامنے ہورہا ہے جو انسانیت کے شایان شان نہیں ہے۔محمد جلیل عالی یہ سب دیکھ کر اور پریشان ہوکر الگ تھلگ بیٹھ نہیں جاتے ،اپنا قلم تھامتے ہیں اور ''قلبیہ'' کے عنوان سے ایک طویل نظم لکھ دیتے ہیں۔اس ''قلبیہ'' کا پہلا حصہ حمدیہ ہے اور آخری حصہ نعتیہ۔نعتیہ نظم پارچے کو لکھتے ہوئے وہ عشق رسول میں ڈوبے ہوئے ہیں اور اس فکری اور تہذیبی نظام سے جڑے ہوئے بھی ہیں جس سے جڑ کر وہ زرِعرفان پاتے رہے ہیں۔اس نظم میں آپ ؐ کی رحمتوں کا بیان کرتے کرتے وہ خوش امکان تحریکوں کی بات کرنے لگتے ہیں۔اس نظم پر بات کرتے ہوئے میں نے ایک مضمون میں لکھا تھا کہ میں کسی خوش گمانی میں نہیں ہوں،سوچتا ہوں اور اپنے آپ سے کئی سوال کرتا ہوں،خود سے اُلجھتا ہوں اور ''خوش امکان تحریکوں'' کے آگے بڑا سا سوالیہ نشان لگا دیتا ہوں۔میری طرح اور بھی اُلجھتے ہوں گے مگر شاعر کے پاس یقین کی دولت ہے اور میں حیران ہوتا ہوں اور رشک کرتا ہوں کہ اس بے مہر زمانے میں بھی اس نایاب دولت سے اس کا دامن بھرا ہوا ہے۔اس خوب صورت نعتیہ اظہاریے میں جذب وشوق کا دریا کچھ اس صورت کناروں سے چھلکتا ہے کہ شاعر کا دل اس کے سینے کے بکسے میں نہیں، اس کی آنکھوں میں دھڑکنے لگتا ہے۔

اس مجموعے کی بیشتر نعتیں ایسی ہیں کہ شاعر کا دل سینے کے بکسے سے باہر نکل کر دھڑکا اور آنکھوں سے باہر چھلکا ہے۔

دلشاد ہیں ہر درد کی شدت سے زیادہ
کیا چاہیئے اور اسؐ کی محبت سے زیادہ
یہ سچ ہے کہ ہم اسؐ کی پرستش نہیں کرتے
رہتا ہے مگر دل میں عبادت سے زیادہ

......

دھول رہوں اسؐ کے قدموں کی
اور ہے باقی جتنا رستہ

صاحب! محمد جلیل عالی جس راستے کی دھول ہیں اور رہنا چاہتے ہیں وہ نور نہایا راستہ ہے۔اور مجھے آخر میں دہرا لینے دیجئے کہ اُنہوں نے اپنے دل کی لوح پر انتہائی دیانت داری اور سچائی سے ایک روشن اسم سجا رکھا ہے، یہی وہ مبارک اسم ہے جس نے ان کے تخلیقی مزاج کو الگ چھب اور شناخت عطا کی ہے۔نعت کہتے ہوئے وہ یوں مختلف ہو جاتے ہیں کہ یہی بنیادی اور مرکزی حوالہ معنیاتی سطح پر کچھ زیادہ روشن اور شفاف ہو کر اپنی جمالیات بھی متشکل کر لیتا ہے، یوں کہ پڑھتے ہوئے قاری کا دل، شاعر ہی کے لفظوں میں سینے کے بکسے میں نہیں رہتا، آنکھوں میں دھڑکنے لگتا ہے۔

محمد حمید شاہد
اسلام آباد

بسم اللہ

وہ روحِ عالم
کہ جو زمانوں کی ابتدا ہے
کہ جو زمینوں کی،
آسمانوں کی،
سب جہانوں کی انتہا ہے
وہ جوہرِ اعتبارِ ہستی
جو سب میں شامل بھی ہے مگر
سب سے ماورا ہے
وہ رشتۂ جسم و جاں
خیال و نظر کی بے انت دوریوں پر بھی
جو ترا میرا رابطہ ہے
وہی جو ٹوٹے دلوں کے گنبد میں

حوصلے بانٹتی ندا ہے
تلاش کے بے کنار موسم میں
یاد جس کی
سوال آنکھوں کے طُور تنویر تی ضیا ہے

اُسی کی چاہت وفا سفر میں

قدم قدم میری رہنما ہے

حرف دو حرف

دل دریچوں میں
وہی زرد گمانوں کا غبار
وہی احساس کا بے رنگ سا موسم
وہی تکرارِ خیال
وہی یادوں کے تھکے عکس
نگہ کی دیوار
وہی ثابت وہی سیّار
وہی بے ربط سی
بے کیف صداؤں کے الٹ پھیر
سماعت کا عذاب
سرِ قرطاس
نیا کوئی سوال اور نہ جواب

خالقِ لوح و قلم!
تیرے کرم کے قرباں!
پھر تری رحمتِ جاں تاب سے
ارزانی ہو
سوچ آنگن میں
کوئی تازہ ہوا کا جھونکا
حرف دو حرف سفر آگے کا

اے خدا

میں تہی کیسہ گداگر
کب سے
اپنے ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے
کشکولِ دعا
بارشِ گریہ میں بھیگا ہوا
تیرے درِ خیرات پہ
استادہ ہوں
ظرفِ توفیقِ تجسس
جو دیا ہے تو نے
خیرِ عرفانِ حقیقت بھی
عطا کر مجھ کو

کوئی چراغِ سعادت

نظر کی راہ میں
سوالِ التباس رقص کناں
ہزار ابرِ تحیر طراز
برق فشاں
قدم قدم
سرِ احساس ڈولتی سوچیں
شعور بے سروساماں
گمان تیرہ جبیں
کوئی حدیثِ بصیرت
بہ گوشِ زخمِ جگر!
کوئی چراغِ سعادت
بہ طاقِ قلبِ حزیں!

کرم مجھ پر ہوئے کیا کیا

خرابی دور کرنے کے لیے
لازم تھا
چھاتی چیر دی جائے
نگاہوں میں
قصائی کے کٹے بکروں کے
لٹکے عکس لہرائے
یہ گھاٹی پار کر کے
اک نئے جیون کی صورت
سانس جو پائے
جواز ان کا سمجھ آئے نہ آئے
پر عجب احساس ہے
اک ہالۂ رحمت میں ہونے کا
کوئی حیلہ
لہو میں مستقل یہ لَو سمونے کا
تمنا ہے
کہ باقی عمر کی مہلت

کسی ترجیحِ خیر آثار کے
بے داغ سائے میں بسر ہو تو
مرے کشکول بھر جائیں
جہاں دونوں سنور جائیں
کرم مجھ پر ہوئے کیا کیا
شمار ان کا نہیں کوئی
مجھے مالک نے

اِس بے مہر دنیا میں
کبھی تنہا نہیں چھوڑا
ادا ہو شکر کیسے
اُس کے احساناتِ بے حد کا
زباں الفاظ کی بے مائیگی سے
گنگ ہے میری
جھکی پلکوں سے بس

ممنونیت کا نم جھلکتا ہے
مرے سینے کے بکسے میں نہیں
آنکھوں میں میرا دل دھڑکتا ہے

صبحِ آشنائی دے مجھے

کون اس غم سے رہائی دے مجھے
ہر خوشی جھوٹی دکھائی دے مجھے

منکشف کر سوچ سے پہلے کی بات
لفظ سے آگے رسائی دے مجھے

دل تہوں میں کوئی سرگوشی اُگا
فصلِ صبحِ آشنائی دے مجھے

لامکاں بھی آنکھ پُتلی میں کھِلے
وہ نگاہِ ماورائی دے مجھے

کشتیِ جاں اک کنارے تو لگے
درد کوئی انتہائی دے مجھے

دل دیکھنے والا کر دے

یوں ضیا بار مرا گریہ و نالہ کر دے
گھپ اندھیروں میں بھی دل دیکھنے والا کر دے

دُور احساس سے سب جہل کا جالا کر دے
سطحِ اسفل سے اٹھا احسن و اعلا کر دے

میری ہر سانس پہ ہو مُہرِ محبت اُسؐ کی
معتبر یوں مرا ایک ایک حوالہ کر دے

ایسا اعجاز کہاں اسمِ محمدؐ کے سوا
داغ سینے کے جو پل میں گل و لالہ کر دے

یورشِ جور ہے اے ربِ شہِؐ بدر و اُحد
حوصلہ دے مجھے تنکے سے ہمالہ کر دے

جس میں محفوظ کیا ارض و سما کو تُو نے
ڈھال میری بھی وہی نُور کا ہالہ کر دے

ورقِ دل پہ لکھا ہے ترے محبوبؐ کا نام
میرے حق میں اِسے بخشش کا قبالہ کر دے

نعت لکھوں ترے ممدوحؐ کے شایاں کوئی
کرم ایسا مرے اللہ تعالیٰ کر دے

ہو عطا میرے قلم کو وہ کمالِ تحریر
''دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کر دے''

۵

بنے جس کے لئے یہ ثابت و سیّار سارے
اُسی درگاہ کے دریوزہ گر دربار سارے

خدا نے اُسؐ کو سونپی دو جہاں کی بادشاہی
اور اُسؐ کے دل پہ آئینہ کئے اسرار سارے

اُسی صورت سے نکلیں حسن کی ساری شبیہیں
اُسی سیرت سے ابھرے خیر کے معیار سارے

اُسی اوجِ اخوت کا ثمر ہر غمگساری
اُسی موجِ محبت کی عطا اِیثار سارے

اُسیؐ کے شہر میں بخیہ گری ہوتی ہے دل کی
اُسیؐ کی لہر سے لگتے ہیں بیڑے پار سارے

ابوبکرؓ و عمرؓ ہوں یا کہ عثمانؓ و علیؓ ہوں
اُسی بزمِ شعور و شوق کے شہ کار سارے

بس اک اسمِ محمدؐ مصطفٰے اِکسیرِ عالم
کرے جو دُور جسم و روح کے آزار سارے

وہیؐ کرتا ہے سب خستہ تنوں کی دست گیری
اُسیؐ کی سمت دیکھیں بے کس و لاچار سارے

نکلتا ہے زمانہ جب بھی اُسؐ کی پیروی میں
تو کر دیتی ہے قدرت راستے ہموار سارے

وہؐ رکھے سایۂ رحمت میں ارضِ جاں ہماری
رہیں آباد اپنے کوچہ و بازار سارے

وہؐ جس کا شوق سوچوں میں ستارے ٹانکتا ہے
اُسیؐ کے نام ہیں عالی مرے اظہار سارے

۵

صدیوں کے فاصلوں پہ بھی کون بھلا سکا تجھےؐ
تڑپے ترے لئے حرا یاد کرے منیٰ تجھےؐ

عقدہ کشانِ دہر کی حد سے بڑھے جو بے بسی
بہرِ جوابِ آخری کرتے ہیں رہنما تجھےؐ

ارض و سما میں کون ہے جو تری ہمسری کرے
عظمتِ کبریا کے بعد سب نے کہا بڑا تجھےؐ

اپنی مصیبتوں میں بھی تیری وہ دردمندیاں
آئے جب ابتلا کوئی دیتے ہیں دل صدا تجھےؐ

تیرا خلوص با وضو روحِ عبادتوں کی توُؐ
آیتیں خود پڑھیں تجھے سجدے کریں ادا تجھےؐ

منصبِ خاص کے لئے وصف وہ پاس تھے ترے
رنج ہوئے رجا تجھےؐ درد ہوئے دوا تجھےؐ

عزمِ عظیم تر ترا ایسا اثر نواز تھا
جیشِ عدو بکھر گیا مل گئے ہمنوا تجھےؐ

دونوں جہاں ملے اُسے تیری ولا جو جی گیا
اپنی نظر سے بھی گیا جس نے بھلا دیا تجھےؐ

اتنا کسے لکھا گیا اتنا کسے پڑھا گیا
جتنا لکھا گیا تجھےؐ جتنا پڑھا گیا تجھےؐ

ص

دنیا کیا تسخیرے مجھ کو
شوق ترا تعمیرے مجھ کو

تیرے دھیان کے اپنے موسم
کیسے وقت اسیرے مجھ کو

تیرے نگر کی سمت رواں ہوں
کنکر پتھر، ہیرے مجھ کو

اک تاریک مکاں دل میرا
یاد تری تنویرے مجھ کو

ٹک ٹک مَیل گناہوں والی
ذکر ترا تطہیرے مجھ کو

مَیں بے وصفا، مَیں بے ہُنرا
نام ترآ توقیرے مجھ کو

تیریؐ محبت بھید سُجھائے
کیا کیا دھیرے دھیرے مجھ کو

ص

قطرے سے ہو کیا مدحتِ دریا مرے آقاؐ
مقصود ہے بس عرضِ تمنّا مرے آقاؐ

مَیں محوِ سفر ہوں تری یادوں کے جلو میں
تُوؐ ہی مری منزل مرا رستہ مرے آقاؐ

آباد ہے اک سرمدی احساس کنارے
سینے میں ترا شوق مدینہ مرے آقاؐ

بے ربطیِ افکار میں تالیف کی صورت
بس اک تری سیرت کا حوالہ مرے آقاؐ

رکھ سایۂ رحمت میں کہ منسوب ہیں تجھ سے
مَیں اور مرا چاند ستارہ مرے آقاؐ

اشکوں کی روانی میں یہی وردِ زباں ہے
آقاؐ مرے آقاؐ مرے آقاؐ مرے آقاؐ

۵

ایسا اعجاز دوبارہ نہیں ہونے والا
اُسؐ کی صورت کوئی یکتا نہیں ہونے والا

موجِ تہذیب کو جس اوج اٹھایا اُسؐ نے
تا ابد اُس کا اعادہ نہیں ہونے والا

اُسؐ کی رحمت سے رواں خیر کی نہریں کیا کیا
کبھی کم آب یہ دریا نہیں ہونے والا

قافلے اُسؐ کی ہدایات کے نکلے جس پر
کبھی ویران وہ رستہ نہیں ہونے والا

جس کے ہونٹوں پہ کھِلا اسمِ مبارک اُسؐ کا
کسی اُفتاد وہ تنہا نہیں ہونے والا

اُس ؐ کی سیرت سے منوّر رہوں دل و جاں جس کے
کسی میدان وہ پسپا نہیں ہونے والا

جس کے سینے میں فروزاں ہو محبت اُس ؐ کی
کسی بحران وہ رسوا نہیں ہونے والا

چند حرفوں کی سعادت بھی بہت ہے عالی
حق ادا نعتِ نبی کا نہیں ہونے والا

ص

اک حلقۂ چراغ سے جانا نہیں ہمیں
سینے کو داغ زار بنانا نہیں ہمیں

اعزاز اور کیا ہے بڑا کائنات میں
طوقِ درِ نبیؐ کوئی طعنہ نہیں ہمیں

نکلے اگرہیں رہروِؐ طائف کی راہ پر
کیا ہر سگِ جہاں نے ستانا نہیں ہمیں

اپنے سخن میں نور ہے کس آفتاب کا
افسوس تم نے ٹھیک سے جانا نہیں ہمیں

اُسؐ کے کرم نے سایۂ رحمت میں لے لیا
ملتا وگرنہ کوئی ٹھکانا نہیں ہمیں

بیٹھے ہیں سر جھکائے سرِ محفلِ ثنا
پاسِ ادب سے آنکھ اٹھانا نہیں ہمیں

رہتا ہے دل حرائے حضوری میں ہر گھڑی
کچھ خوفِ برق و بادِ زمانہ نہیں ہمیں

ص

اُسؐ کی عظمت سے پگھلتی ہیں انائیں کیا کیا
اُسؐ کی چاہت میں نکھرتی ہیں وفائیں کیا کیا

اُسؐ کے سائے میں پلیں نخلِ سعادت کتنے
اُسؐ کے قدموں میں ٹلیں سر سے بلائیں کیا کیا

کتنی رمزیں کرے بیدار خموشی اُسؐ کی
اور سخن اُسؐ کے حجابات اٹھائیں کیا کیا

اُسؐ کی یادوں سے ارادوں کے جہاں ہوں آباد
اور نابود ہوں اوہام سرائیں کیا کیا

اُسؐ کی رحمت سے چلیں شوق سفینوں کے لئے
حبس موسم میں بھی ہمدرد ہوائیں کیا کیا

وہؐ کراں تا بہ کراں پھیلتے منظر کی طرح
اُسؐ کو لفظوں کے دریچوں میں سجائیں کیا کیا

ص

نہ آئے سانس کوئی اور جستجو ہو کر
مَیں لمحہ لمحہ جیوں اُسؐ کی آرزو ہو کر

یہ نخلِ جاں ہے کہاں اُس کی یاد سے غافل
کہ برگ برگ میں اترا ہے وہؐ نمو ہو کر

جو اُسؐ سے صبر و رضا اکتساب کرتے ہیں
ہر امتحاں سے نکلتے ہیں سُرخرو ہو کر

ہوا نہال کرے ہر کنارِ عالم کو
طوافِ شہرِ مدینہ سے مُشکبو ہو کر

اسیرِ ظلمتِ تشکیک ہے تو دیکھ ذرا
جمالِ ماہِ رسالتؐ کے رُو برو ہو کر

بنیں وہ حرف بہانہ مری شفاعت کا
ڈھلیں جو نعت میں اشکوں سے با وضو ہو کر

ص

ص

کیا آنکھ میں ٹھہرے کوئی دنیا کی بڑائی
اِس دل کو میسّر ہے ترےؐ در کی گدائی

ہر دشتِ بلا سے تریؐ چاہت نے نکالا
ہر آگ اِسی ابرِ تسلّی نے بجھائی

تنویر خیالوں کی ترےؐ ذکر کا موسم
تفسیر اجالوں کی تریؐ مدح سرائی

چَھٹتے ہیں ترے نامؐ سے ذہنوں کے اندھیرے
ملتی ہے تریؐ یاد سے سینوں کو صفائی

زندہ ہے زمانوں میں وہ تحریک کی صورت
تُوؐ نے جو ضمیروں کو مساوات سکھائی

گر تیرےؐ نشاناتِ سفر یاد نہیں ہیں
بیکار ہے تدبیر کی سب آبلہ پائی

ص

عکس یوں دل میں بسیں تیریؐ عطاؤں والے
جیسے صحرا میں گھنے پیڑ ہوں چھاؤں والے

اسم جس آن تراؐ لوحِ زباں پر لَو دے
سنگ سینے میں پگھل جائیں اناؤں والے

ہم پہ اے بحرِ سخاؐ لطف و کرم ہیں کیا کیا
دشتِ غم میں تریؐ رحمت کی گھٹاؤں والے

تیریؐ سیرت کے ستارے جو نگاہوں میں رہیں
راستے روح میں روشن ہوں وفاؤں والے

سایۂ گنبدِ خضرا میں جو دل آ جائیں
دُور آسیب ہوں دنیا کی بلاؤں والے

۵

دل شاد ہیں ہر درد کی شدّت سے زیادہ
کیا چاہئے اور اُسؐ کی محبت سے زیادہ

بے سود بھٹکتی ہے سرابوں میں یہ دنیا
کیا آبِ بقا چشمۂ رحمت سے زیادہ

اک صورتِ تعمیر کہ جھلکی سرِ قرآں
روشن ہوئی مینارۂ سیرت سے زیادہ

یہ سچ ہے کہ ہم اُسؐ کی پرستش نہیں کرتے
رہتا ہے مگر دل میں عبادت سے زیادہ

جب فرطِ ندامت سے نہ ہو تابِ دعا بھی
کیا کوئی سبیل اُسؐ کی شفاعت سے زیادہ

یہ نعت کا اعجاز ہے لکھتے ہیں تو خود ہی
بنتی ہے کوئی بات عبارت سے زیادہ

ص

خجل ہیں لفظ کہ شایانِ مدحِ شاہؐ نہیں
پہ بِن لکھے بھی تو تالیفِ دل کی راہ نہیں

ہے اپنے دل پہ سدا اُسؐ کا سایۂ رحمت
اور اِس پناہ سے بڑھ کر کوئی پناہ نہیں

نجاتِ ذہن و دل و جاں ہے پیروی اُسؐ کی
اور اِس قدر ہمہ پہلو کہیں فلاح نہیں

اُسیؐ کی یاد میں دَم دَم یہ دل دھڑکتا ہے
وہؐ نبضِ جاں ہے کوئی وردِ گاہ گاہ نہیں

اُسیؐ کی روحِ توازن کا فیض ہے عالی
خلل پذیر جو رفتارِ مہر و ماہ نہیں

ص

کھل نہ پائے جو زباں چشم رواں ہو جائے
اُسؐ کی دہلیز پہ ہر درد بیاں ہو جائے

غم کی دوپہر میں زلفِ شہِ دارین کا دھیان
سایۂ ابرِ تسلّی کی اماں ہو جائے

اک نگہ میں کرے تبدیل وہؐ تقدیرِ حیات
یوں کہ ہر داغِ جگر مہر نشاں ہو جائے

منہ سے کچھ کہنے کی نوبت ہی کہاں آتی ہے
بات جی میں ہو کہ پُر کاسۂ جاں ہو جائے

وہؐ جسے سوچ لے دل اُس کا پڑھے آیتِ عشق
وہؐ جدھر دیکھ لے سینوں میں اذاں ہو جائے

اُسؐ کے آئینۂ سیرت سے ملے سچ کا سراغ
خوب و نا خوب سبھی دل پہ عیاں ہو جائے

لفظ جو نعت کے شایاں ہوں لغاتوں میں کہاں
زہے قسمت کہ سخن عرض رساں ہو جائے

ص

دل آنکھیں بس اُسؐ کے شوق نظارے ڈھونڈیں
جسؐ کے اک اک حرف سے علم اشارے ڈھونڈیں

عرش وہؐ رحمت والا سب انسان جہاں سے
اپنی جگ مگ قسمت والے تارے ڈھونڈیں

اُسؐ کے نام کا پرچم ہو گر ساتھ سفر میں
بیچ بھنور کشتی کو آپ کنارے ڈھونڈیں

دنیا کی تاریک رُتوں کا توڑ یہی ہے
دل اُسؐ کی یادوں کے نور منارے ڈھونڈیں

عالی چھوڑ کے اُسؐ کو ناداں دنیا والے
اِدھر اُدھر کیا بے توفیق سہارے ڈھونڈیں

ص

چاہیے کیا اِس جہانِ خاک کی دولت ہمیں
ہے میسّر صاحبِ لولاکؐ سے نسبت ہمیں

وقت کے صحرا کی تپتی دھوپ دوپہروں کے بیچ
وہؐ سدا رکھتا ہے زیرِ سایۂ رحمت ہمیں

غم کے طوفانوں مقابل جم کے اٹھتے ہیں قدم
دَم بدم دیتا ہے اُسؐ کا نام کیا طاقت ہمیں

زندگی کا کوئی بھی رخ جس سے پوشیدہ نہیں
رہ دکھاتا ہے وہیؐ آئینۂ سیرت ہمیں

دل غزل وادی کا شہزادہ ہے، کن حرفوں کہیں
کیا سکوں دیتی ہے اک اک ساعتِ مدحت ہمیں

وہؐ نہیں ہوتا تو عالی خشک پتوں کی طرح
لے کے پھرتی آندھیوں میں در بہ در قسمت ہمیں

ص

وہؐ عشق ہے عرفاں ہے وہؐ عقل ہے برہاں ہے
ہر فکر و عمل اُسؐ کا آئینۂ قرآں ہے

سب چاند سبھی سورج پاتے ہیں ضیا اُسؐ سے
وہؐ رحمتِ عالم ہے وہؐ خواجۂ دوراں ہے

وصفوں میں کمالوں میں سوچوں کے اجالوں میں
سب حسن حوالوں میں فیض اُسؐ کا فروزاں ہے

کوئی بھی زمانہ ہو وہؐ خُلق کا پیمانہ
اللہ کا بندوں پر کتنا بڑا احساں ہے

سانسیں ہیں رواں اُسؐ سے سینے میں اذاں اُسؐ سے
وہؐ روز و شبِ دل ہے وہؐ تاب و تبِ جاں ہے

ذکر اُسؐ شہِ والا کا دیتا ہے سکوں دل کو
یاد اُسؐ درِ دولت کی ہر درد کا درماں ہے

ہے دھیان مدام اُسؐ کا ہونٹوں پہ ہے نام اُسؐ کا
جو کچھ ہے تمام اُسؐ کا اپنا تو یہ ایماں ہے

ص

بے رحمتِ شہؐ بلخ بخارے کہاں ہوتے
گلزار بیابان ہمارے کہاں ہوتے

سب کچھ ہے اُسیؐ نورِ جہاں تاب کے دَم سے
دھرتی کہاں ہوتی یہ ستارے کہاں ہوتے

اُس عزم ظفریاب کا فیضان ہے ورنہ
یہ خواب نگر ہم نے اُسارے کہاں ہوتے

آئینۂ سیرت جو عنایت نہیں ہوتا
انساں نے خد و خال سنوارے کہاں ہوتے

اُسؐ خُلقِ مثالی سے اگر فیض نہ پاتی
تہذیب نے آداب نکھارے کہاں ہوتے

عکس اُسؐ کے نگاہوں میں اتارے ہیں، وگرنہ
رنگوں سے رہائی کے سہارے کہاں ہوتے

عالی وہؐ نہ کرتا جو مسیحائی ہماری
کب کھلتی گرہ درد کے چارے کہاں ہوتے

ﷺ

اُسؐ رحمتِ عالم کے جو فیضاں نہیں ہوتے
ہم آدمی رہتے کبھی انساں نہیں ہوتے

مہتاب جو سیرت کا فروزاں نہیں ہوتا
تہذیبِ دل و ذہن کے ساماں نہیں ہوتے

رنگوں کے تعاقب میں نکل جاتے حدوں سے
عکس اُسؐ کے نگاہوں میں جو رخشاں نہیں ہوتے

ہوتی ہے کہاں اُن کے نصیبوں میں شفاعت
جو اپنی خطاؤں پہ پشیماں نہیں ہوتے

نسبت ہمیں طائف کے مسافر سے ہے سو ہم
یلغارِ مصائب سے پریشاں نہیں ہوتے

سینے جو مدینے کی محبت سے ہوں خالی
رہتے ہیں بیاباں ہی گلستاں نہیں ہوتے

اک سایۂ رحمت ہے شب و روز سروں پر
یونہی تو کٹھن مرحلے آساں نہیں ہوتے

ص

سرکارؐ سے نسبت کا جو شوق حوالہ ہے
اِس ربط کی رعنائی ہر غم کا ازالہ ہے

اُس شاہِ محبتؐ نے جذبوں کو جلا بخشی
اُس ماہِ بصیرتؐ نے سوچوں کو اجالا ہے

میں اذنِ حضوری کی جب سے ہے خبر پائی
کیا حال کہوں دل کا بس دیکھنے والا ہے

معمار جہانوں کا سردار زمانوں کا
جس عہد نے دنیا کو ظلمت سے نکالا ہے

ہم ڈوبنے والے تھے پر اُسؐ کے اشارے سے
منجدھار نے خود ہم کو ساحل پہ اچھالا ہے

تدبیر ہے کیا اپنی اُسؐ نے جو توجہ کی
دشمن کے ارادوں کا نقشہ تہ و بالا ہے

کب نعت قرینوں سے واقف ہے قلم عالی
بس حسرتِ مدحت کو الفاظ میں ڈھالا ہے

ص

بہت حیران ہو ہو کر زمانہ دیکھتا ہے
محمدؐ سے محبت کا یہ کیسا سلسلہ ہے

کسی مجہول محور کے طواف اندر نہیں دل
خدا جو مصطفٰے کا ہے وہی اپنا خدا ہے

خدائے دو جہاں کے بعد کس کی بادشاہی
سرِ کون و مکاں اک اسمِ احمدؐ گونجتا ہے

اُسیؐ کے دَم سے قائم ہے رَم و رفتارِ ہستی
اُسیؐ کے نم سے باغِ دہر کی نشو و نما ہے

زمانے سن! امیرِ بدر کے ہم لشکری ہیں
ہمارے حوصلوں کی لَو رضائے کِبریا ہے

شعورِ خیر و شر سے دُور ہو سکتا نہیں دل
سرِ دیوارِ جاں آئینۂ سیرتؐ سجا ہے

کسی لمحے قضا ہوتی نہیں ہے یاد اُسؐ کی
وہؐ رگ رگ میں سمایا ہے وہؐ سانسوں میں بسا ہے

طلب کرتے ہیں اُس چشمِ کرم سے نورِ رحمت
کہ اپنے چاند تارے کو کوئی گہنا رہا ہے

ہم اُس کوچے سے نسبت کی خوشی کیسے سنبھالیں
ہمارا نام اُس کے خار و خس میں آ گیا ہے

ص

درِ حضورؐ پہ جو سر کیئے ہوئے خم ہیں
حقیر اُن کی نگاہوں میں قیصر و جم ہیں

وہ سرزنش بھی کرے اور حوصلہ بھی دے
ہزار شکر کہ اُسؐ کی نگاہ میں ہم ہیں

بس اُسؐ کی راہ کے ذرّے شمارتے گزریں
ہماری عمر کے کِیسے میں جس قدر دَم ہیں

ہر ایک فکر کے جوہر کو جانچنے کے لئے
فقط حضورؐ کی باتیں ہمیں مقدّم ہیں

نکال پائی نہ دنیا دلوں سے حُب اُسؐ کی
یہ فخر و ناز ہمارے لئے کوئی کم ہیں

کسی طرح کی کمی کا نہیں کوئی احساس
ہمیں نصیب کچھ ایسے نشاطیہ غم ہیں

ص

کتنا بلند مقام اُسؐ کا ہے
اللہ آپ ثنا کرتا ہے

اُسؐ کی نظر سے جب دیکھا ہے
اور ہی ایک جہاں جاگا ہے

جو سیکھا اُسؐ سے سیکھا ہے
جو پایا اُسؐ سے پایا ہے

دَم دَم دل آئینے اندر
عکس اُسیؐ کا لَو دیتا ہے

اُسؐ کی محبت روشنیِ جاں
اُسؐ کی اطاعت دل کی جِلا ہے

اُسؐ کے فیض بغیر یہ دنیا
بنجر بَن تپتا صحرا ہے

سب انساں محبوب ہیں اُسؐ کو
اور وہؐ خود محبوبِ خدا ہے

وقت مدام گواہی دے گا
ایک بشرؐ سب سے یکتا ہے

ہر تہذیب کا خیر اثاثہ
ایک اُسیؐ اُمّی کا دیا ہے

رُوپ اڑاتی دھوپ میں سر پر
اُسؐ کی رحمت کا سایہ ہے

ص

نعت لکھیں تو وہ احوال و اثر بنتے ہیں
حرف در حرف عجب شوق سفر بنتے ہیں

اُسؐ کی سیرت ہو نگاہوں میں تو دیکھے دنیا
کس طرح راہ کے پتھر بھی گہر بنتے ہیں

اُسؐ کی جانب ہو سفر تو خس و خاشاکِ قبا
دیکھتے دیکھتے سُرخاب کے پر بنتے ہیں

اُسؐ کے سرمست کو کب روک سکا ہے کوئی
وہ نکلتا ہے تو دریا میں بھی دَر بنتے ہیں

اُسؐ کے فیضان سے ہر خیمۂ ہستی قائم
اُس کے فرمان سے فردوس میں گھر بنتے ہیں

نام لیں اُسؐ کا تو وہ بادِ نمو چلتی ہے
بانجھ احساس کی شاخوں پہ ثمر بنتے ہیں

ہم کو دیتا ہے وہی اسم پناہیں عالی
ورنہ اِس بحرِ گماں میں جو بھنور بنتے ہیں

نعتیہ نظمیں

ص

وہ دل زمینوں میں
فصلِ صدق وصفا اُ گا تا ہوا تکلّم

میانِ غیب وحضور
بابِ مکالمت کھولتی خموشی

وجود اور ماورا کو
اک دوسرے میں پہچانتی نگاہیں

ہوا سے
رفتار کے توازن کا بھید کہتا
خرامِ موزوں

وہ ریگ زارِ حیات کی
سب جہات کو
پھول پھول کرتا ہوا تبسّم

رُتوں کی لوحوں پہ
شرحِ حسن و جمال لکھتی
وہ نور پوریں

بجھے بجھے سے نصیب تاروں میں
جگمگاتی بشارتیں بانٹتی
وہ پیشانیِ درخشاں

شبِ الم کے ملول طاقوں میں
در دِدل کے
دِیے جلاتی شفیق پلکیں

کڑے دنوں کی تپی دوپہروں
نہالِ جاں کو
اماں میں لیتے کریم گیسو

وہ دشتِ احساس میں
بھٹکتے تلاش لمحوں کو
منزلوں کا سراغ دیتے
نقوشِ پا کے چمکتے پرچم

وہ خوف و نفرت کی
سب فصیلوں کو توڑتی
چار دانگ میں
دُور دُور تک پھیلتی محبت

خیال خاروں،
خبر خساروں کے جنگلوں میں
وہ خیر خوشیوں کے
جاگتے راستے بناتی ہوئی بصیرت

وہ شوق سینوں میں سانس لیتا
بھلے زمانوں،
کھرے جہانوں کا خوابِ روشن

بیدار ضمیروں میں رہے

ایک لمحہ کہ ملیں سارے زمانے جس میں
ایک نکتہ سبھی حکمت کے خزانے جس میں

دائرہ جس میں سما جائیں جہانوں کی حدود
آئنہ جس میں نظر آئے عدم کا بھی وجود

فرش پر عرش کی عظمت کی دلیلِ محکم
خلق پر رحمتِ خالق کی سبیلِ محکم

دسترس اُس ؐ کی نگاہوں کی کراں تا بہ کراں
وہ ؐ تجسس کے لئے آخری منزل کا نشاں

ایک توسیع کہ قسمت کی لکیروں میں رہے
ایک تنبیہ کہ بیدار ضمیروں میں رہے

وہؐ دم دم رُو برو ہے

وہؐ دَم دَم رُو برُو ہے
اُسیؐ سے گفتگو ہے

اُسیؐ کی آرزو سے
دلوں کی آبرو ہے

اُسیؐ کی تابشوں سے
رواں تن میں لہو ہے

اُسیؐ کی چاہتوں سے
عبادت سُرخرو ہے

اُسیؐ سے بطنِ جاں میں
محبت کی نمو ہے

اُسیؐ چشمِ کرم سے
لبالب دل سبُو ہے

اُسیؐ کے عشق کی رَو
عقیدت با وضو ہے

اُسیؐ کی یاد کی لَو
فروزاں مُو بہ مُو ہے

اُسیؐ کے ذِکر کی ضَو
لُغت مہتاب خُو ہے

اُسیؐ دَر کی تگ و دَو
وِلا، صاحب علُو ہے

اُسیؐ گُل رُو کا پرتَو
نفَس بھی مُشکبُو ہے

اُسیؐ کے نام پر دل
جہاں سے دُو بدُو ہے

اُسیؐ کے رُخ سفر میں
وفا کی آبجُو ہے

غلاموں کو میسّر
پناہِ عبدُہٗ ہے

ہم اُسؐ کے ہیں تو کیا ڈر
اگر دنیا عدو ہے

وہؐ اپنا ہے تو کیا غم
جو برہم چار سُو ہے

سخن اُسؐ کا ہے مرہم
نگہ تارِ رفو ہے

اُسیؐ سے ربطِ مُحکم
متاعِ ہر کسُو ہے

اُسیؐ کی دُھن کا پرچم
دمکتا سُو بہ سُو ہے

اُسیؐ روحِ زماں سے
فروغِ رنگ و بُو ہے

وہؐ رازِ روز و شب ہے
وہؐ رمزِ کاخ و کُو ہے

وہؐ خوابِ شش جہت ہے
وہؐ تابِ تار و پُو ہے

وہؐ شانِ دو جہاں ہے
وہؐ جانِ ما و تُو ہے

اُسیؐ کی جستجو تھی
اُسیؐ کی جستجو ہے

وہؐ جس کی حد سے آگے
فقط اللہ ھُو ہے

لہو میں بولتا جائے

میانِ خالق و مخلوق
ربطِ خاص وہ ہستیؐ
زمانوں اور زمینوں پر
وہؐ اپنی رحمتوں کے ابر برسائے
اور اُسؐ کے دل پہ اُتری آیتیں
تاریخ کو کیا کیا
خوش اِمکانات تحریکوں کے
تحفے دیں
ضمیروں کی پشیمانی پہ
تطہیر و تلافی کے
دریچے کھولتا جائے
لہو میں بولتا جائے
اُسیؐ کے پاس ہے

تہذیب کے ہر زخم کا مرہم
گر اُس ﷺ کی راہ اپنا لیں
مِٹیں دنیا کے سارے غم
زرِ عرفاں سے خالی فلسفوں کی
بھیڑ میں
سوچوں کو حکمت آشنا کرتے
سخن اُس ﷺ کے
سب انسانوں کی راحت کے لیے
رنج و محن اُس ﷺ کے
اُسی ﷺ کے فیض سے
پُر نور میرا باطن و ظاہر
''نگاہِ عشق و مستی میں
وہی ﷺ اوّل وہی ﷺ آخر''
لبوں پر موجِ اُلفت میں
جب اُس ﷺ کا نام آتا ہے
تو جذب و شوق کا دریا
کچھ اِس صورت
کناروں سے چھلکتا ہے
مِرے سینے کے بکسے میں نہیں
آنکھوں میں میرا دل دھڑکتا ہے

شوق حوالے اُسؐ کے

ایک شجر صحرا میں ٹھنڈی چھاؤں والا
ایک سمندر برکت بھری دعاؤں والا

سب سمتوں میں حسنِ توازن کا پیمانہ
پل پل اُسؐ کا دست نگر ہر ایک زمانہ

رنج رُتوں میں اُسؐ کا نام دلاسہ دل کا
اُسؐ کی یاد بھرے ہر خالی کاسہ دل کا

تحریروں کی تنویریں تقریریں اُسؐ کی
تقدیروں کی تعمیریں تدبیریں اُسؐ کی

جس کی سوچوں میں ہوں شوق حوالے اُسؐ کے
قدرت آپ بگڑتے کام سنبھالے اُس کے

روزِ ازل سے زندہ پاک ضمیروں میں ہے
وہؐ سب سچّے لفظوں کی تاثیروں میں ہے

نور نہایا رستہ

ا

مجھ پر کھول خدایا رستہ
نعتِ محمدؐ والا رستہ

جس پر سوچ سلامت جائے
ہو محفوظ کچھ ایسا رستہ

اُسؐ کی شان کے جو شایاں ہوں
وہ الفاظ سجھاتا رستہ

اوروں سے کچھ راہ جدا ہو
پر ہو تیری رضا کا رستہ

عکس دکھائے اُس ہادیؐ کے
اک ایسا آئینہ رستہ

اور بھی اُسؐ کے پروانوں کا
ذوق و شوق بڑھاتا رستہ

اُسؐ تک جو فریاد رسا ہو
ایسا حرف و صدا کا رستہ

اُسؐ کی شفاعت لے کے چلے جو
درِ نجات کرے وا رستہ

میں کیا جانوں تُو ہی جانے
دل کی تمنّا کیسا رستہ

۲

وہؐ جو حرا سے لایا رستہ
اُجلا ، نکھرا ، سنورا رستہ

جہل کے گھور اندھیروں اندر
جگ مگ نُور نہایا رستہ

سوچ کے پوچ بیابانوں سے
باغوں سمت نکلتا رستہ

دُور کرے سب دہر خسارے
خیر و برکت والا رستہ

رستوں کی تاریخ بتائے
کوئی نہیں ہے ایسا رستہ

ہار گئیں کتنوں کی راہیں
ایک اُسیؐ کا جیتا رستہ

پیچھے چھوڑ سبھی رستوں کو
آگے آگے جاتا رستہ

رہتی دنیا تک دھرتی پر
محکم امن حوالہ رستہ

لاکھ سلام اُسےؐ جس دل پر
رب نے آپ اُتارا رستہ

۳

اُسؐ نے دکھایا کیسا رستہ
سیدھا، سادہ، سچّا رستہ

اُسؐ نے بچھایا فرشِ دل پر
عرشِ بریں سے اُترا رستہ

کتنے قرنوں وقت نے دیکھا
تارا تارا اُسؐ کا رستہ

منزل منزل آگے بڑھتا
آخر اُسؐ تک پہنچا رستہ

اللہ اللہ، آقاؐ آقاؐ
کیسی منزل، کیسا رستہ

اللہ اللہ، آقاؐ آقاؐ
واحد منزل، تنہا رستہ

اللہ اللہ، آقاؐ آقاؐ
اپنی منزل اپنا رستہ

اللہ اللہ، آقاؐ آقاؐ
منزل منزل، رستہ رستہ

قدم قدم قرباں دل اُسؐ پر
جس کے وسیلے پایا رستہ

۴

انساں بھول چکا تھا رستہ
اُسؐ نے یاد دلایا رستہ

کوئی نہیں تھا جادۂ ہستی
وہؐ آیا تو نکلا رستہ

اُسؐ پر اُترا اور پھر اُسؐ نے
سینوں بیچ اُتارا رستہ

باہم دشمنِ جاں لوگوں پر
امن و اماں کا کھولا رستہ

اک آوازِ اذاں پر سب کو
لے کے حرم تک آیا رستہ

دنیا اور کہاں پائے گی
ایسا افضل و اعلیٰ رستہ

ہر اک سوچ خسارے والی
اور یہ نفعوں والا رستہ

کون ہیں؟ کیا ہیں؟ کس خاطر ہیں؟
سب احساس جگاتا رستہ

حکمتِ دوراںؐ ، رحمتِ عالمؐ
درد کا رشتہ ، پیار کا رستہ

۵

جو قرآن میں جھلکا رستہ
اُسؐ نے وہی اپنایا رستہ

اور پھر اپنے حسنِ عمل سے
اُسؐ نے اور اجالا رستہ

ایک وہی تہذیب کی منزل
ایک وہی عرفان کا رستہ

وقت کے تیرہ زندانوں میں
اُسؐ کے نام سے پیدا رستہ

دل نے دھیان اُسؐ کا چھوڑا تو
آنکھ سے اوجھل ہو گیا رستہ

اُسؐ کی وفا سے منہ موڑا تو
کھو گئی منزل بھولا رستہ

اُسؐ سے اگر ناطہ توڑا تو
پھر نہ کسی نے پایا رستہ

کیوں بھٹکو ہو سوچ تھلوں میں
اور کرو ہو کھوٹا رستہ

اُسؐ کی یاد رہے سینے میں
آپ سے آپ بنے گا رستہ

۶

اُسؐ نے چنا کیا یکتا رستہ
سینوں بیچ بنایا رستہ

اُسؐ نے سب انسانوں خاطر
دل آنکھوں سے دیکھا رستہ

اُسؐ نے تمام زمانوں خاطر
راتوں جاگ کے سوچا رستہ

اُسؐ نے تمام جہانوں خاطر
اپنے رب سے مانگا رستہ

اُسؐ کے لحن میں چپ صحراؤں
پیار کی بولی بولا رستہ

اُسؐ کے نقوشِ پا کی ضیا سے
روشن کاہکشاں سا رستہ

اُسؐ کے خرامِ نور فزا سے
شب زاروں میں دمکا رستہ

اک کردار کہ جس کے ناطے
دل سے دل تک پہنچا رستہ

اک رفتار کہ صدیوں والا
پل دو پل میں نمٹا رستہ

۷

اُسؐ نے کیا سمجھایا رستہ
یوں کہ لہو میں دھڑکا رستہ

اک مہتاب فروزاں دل میں
پگ پگ روشن اپنا رستہ

اُسؐ کے عشق کی انگلی تھامی
استقبال کو آیا رستہ

کیا کیا شوق بہشتوں جانب
دھڑکن دھڑکن بڑھتا رستہ

یاد کیا مشکل میں اُسؐ کو
دیواروں سے نکلا رستہ

سہل اُسیؐ کے دَم سے ہم پر
ساری مسافت، سارا رستہ

کر تحریر محبت اُسؐ کی
دیکھ دلوں میں بنتا رستہ

لے ہر سانس اُسیؐ کی لَو میں
جس کی رَو میں زندہ رستہ

اُسؐ کے دھیان سفر میں کیا کیا
پھولوں پھول مہکتا رستہ

۸

لاکھ عدو نے روکا رستہ
اُسؐ کا کہاں رُک پایا رستہ

ویراں ہو گئے کیا کیا جادے
اُسؐ کا رواں ہر لحظہ رستہ

سب رستوں سے بہتر و برتر
صدیوں جانچا پرکھا رستہ

اُسؐ نے قدم بڑھائے جس پر
وہ تا حشر چلے گا رستہ

اُسؐ کے سیرت آئینے سے
خلق پہ روشن پورا رستہ

نفرت کی ماری دنیا میں
سب سے پیار سکھاتا رستہ

منزل ! اُسؐ سے وفا کی منزل
رستہ ! اُسؐ کی رضا کا رستہ

اُسؐ کی یاد بسائی دل میں
کتنا آساں گزرا رستہ

اُسؐ کی رَو میں چلتے جائیں
ہم نے یہی پہچانا رستہ

۹

جب تاریخ نے پوچھا رستہ
صرف اُسؐ نے بتلایا رستہ

فرشِ غارِ حرا سے لے کر
عرشِ علیٰ تک جاتا رستہ

اُسؐ کے سفر کی سمت مطابق
وقت نے اپنا بدلا رستہ

اُسؐ کی ولا کے سائے سائے
سہل ہوا ہے کتنا رستہ

کیسے کیسے شوق مراحل
کیا کیا بھید سجھاتا رستہ

منزل صرف اُسی کی قسمت
جو اُسؐ سے وابستہ رستہ

ایک کتاب اور ایک پیمبرؐ
اپنی قیادت اپنا رستہ

ایک کتاب اور ایک پیمبرؐ
کیسی ہدایت کیسا رستہ

ایک کتاب اور ایک پیمبرؐ
ناطق حکمت ، گویا رستہ

۱۰

کون سبھوں سے اچھا رستہ
اُسؐ پہ ہوا جو اِلقا رستہ

کون ڈگر چل حق تک جائیں
اُسؐ نے جو اپنایا رستہ

کون مثالی جادۂ ہستی
اُسؐ کے عمل سے نکھرا رستہ

کون طریق طریقِ کامل
بس اک اُسوۂ حسنہ رستہ

کون سبیل سبیلِ محکم
اُسؐ کی سیرت والا رستہ

کون صراط نجاتِ عالم
اُسؐ نے جو سمجھایا رستہ

کون سلوک صفائے انساں
خُلقِ عظیم سے نکلا رستہ

کون رَوِش روشن ہو سینہ
اُسؐ کا نور نہایا رستہ

کون جتن جاں تسکیں پائے
اُسؐ کی محبت والا رستہ

۱۱

یا رب تُو نے سجھایا رستہ
تیرے کرم سے نکلا رستہ

کب تھی آنکھ بصیرت والی
اور بہت نازک تھا رستہ

یہ اعزاز قلم کی قسمت
تیری عطا سے پایا رستہ

اپنے خاص کرم سے مولا
ہم پر کھول صفا کا رستہ

سوچوں کے اندھے جنگل میں
کر عرفان کا افشا رستہ

اوجِ فلاح و خیر کی جانب
پائے چاند ستارہ رستہ

اُسؐ محبوب نگاہ میں رکھنا
جس نے دکھایا تیرا رستہ

دُھول رہوں اُسؐ کے قدموں کی
اور ہے باقی جتنا رستہ

میں کیا مانگوں تُو ہی جانے
راس کہاں ہے کیسا رستہ

روحِ لغات

روحِ لغات
حرفِ نعت

اُس ؐ کی ذات
بحرِ صفات

اک اک بات
کنزِ نکات

اُس ؐ کا وجود
تنو یر ا ت

اُس ؐ کے طفیل
موجودات

زیب اُسےؐ
کل حسنات

وہ لہجہ
قند و نبات

وہ سیرت
راہِ نجات

اپنی لاج
اُسؐ کے ہاتھ

سبز کرے
کشتِ حیات

اُس کے نام
سب ابیات

صدیقِ اکبرؓ

ایک معیارِ دیانت ہے عدالت اُس کی
ایک شہ کارِ نیابت ہے خلافت اُس کی

کتنی گہری تھی محمدؐ سے محبت اُس کی
کس قدر اوجِ سعادت ہے ارادت اُس کی

وہ کہ معراج کی تصدیق سے صدیق ہوا
تا ابد زندہ و پائندہ صداقت اُس کی

شاہؐ نے ثور میں ساتھی جو بنایا اُس کو
ہوئی اصحاب کو اعزاز رفاقت اُس کی

نعمتِ حق کا تشکر کوئی اُس سے سیکھے
وقف اسلام کی خاطر ہوئی دولت اُس کی

کتنے بحران تھے کیسا وہ ظفر مند رہا
ہو گئی عقدہ کُشا جرأت و حکمت اُس کی

شکر ہو کیسے ادا اپنے خدا کا عالی
میری قسمت میں لکھی جس نے یہ مدحت اُس کی

گفتار! علیؑ، کردار! علیؑ

یوں سانسوں بیچ اتار علیؑ
رگ رگ ہو لہو رفتار علیؑ

جو دل جیتے جاں گرمائے
گفتار! علیؑ، کردار! علیؑ

توصیف کو ہو بے تاب قلم
یوں چھیڑے دل کے تار علیؑ

خوشبوئے محبت سب کے لئے
باطل پہ تنی تلوار علیؑ

جب ذات کی بات نکلتی ہو
کرتا ہے کہاں پھر وار علیؑ

جب ٹھہرا علم کا دروازہ
ہر دانش کا معیار علیؑ

گر فکر کو فیض بنانا ہو
ہر نکتے پر درکار علیؑ

تاریخ کو جو تہذیب کرے
وہ قدرت کا اسرار علیؑ

جس مکتب کے استاد نبیؐ
اُس مکتب کا شہکار علیؑ

ہر شوق شعور ظہور اُس کا
ہر سوچ سخن اظہار علیؑ

اِس نام سے قوت ملتی ہے
اک بار نہیں سو بار علیؑ

سلام

وہ حوصلے کہ جو گھِرتے نہیں شکستوں میں
ابھرتے دیکھ انہیں حُر سے جاں بدستوں میں

سفر شہادتِ سیّد کا یاد ہو تو کُھلے
قیام کرتے ہیں کیسے ستم پرستوں میں

جو سر اٹھے سرِ نوکِ سِناں علم ہو کر
کس اوجِ ہست پہ پہنچے وہ چند جستوں میں

سرِ فراتِ زماں اب بھی کربلا ہے جہاں
وہی ہے موجِ حسینی علی کے مستوں میں

دوام اُن کو کہ بچپن میں بھی رہا روشن
نصابِ صدق و صفا جن کے شوق بستوں میں

سلام اُن پہ لہو جن کا آج بھی عالی
کئے ہوئے ہے چراغاں وفا کے رستوں میں

سلام

دامِ دنیا نہ کوئی پیچ گماں لایا ہے
سوئے مقتل تو اُسے حکمِ اذاں لایا ہے

خونِ شبیر سے روشن ہیں زمانوں کے چراغ
شمر نسلوں کی ملامت کا دھواں لایا ہے

گونج اِس گنبدِ گیتی میں ہے دَم دَم اُس کی
اک بیاں وہ جو سرِ اوجِ سِناں لایا ہے

فیصلہ حُر نے کیا اور حِرا نے دیکھا
جست بھرتے ہی اُسے بخت کہاں لایا ہے

آج بھی سر بہ گریباں ہے اُسی حُزن میں وقت
شامِ غربت سے جو احساسِ زیاں لایا ہے

وہ شہِ رنج و رجا ہے سو یہ اُس کا شاعر
نذر کو چشمِ رواں، قلبِ تپاں لایا ہے

سلام

بندگانِ ریا کی نگاہوں میں شام و سحر اور تھے
اور اہلِ صفا کے رموزِ قیام و سفر اور تھے

چاند پیشانیوں پر فروزاں تھا جو فیصلہ ، اور تھا
چور چہروں پہ ٹھہرے ہوئے تھے جو اندر کے ڈر، اور تھے

سب جبینیں وہاں رات دن تھیں زمیں بوسیوں میں مگن
کٹ کے کچھ اور اوپر اٹھے تھے مگر وہ جو سر، اور تھے

گو رہِ عشق میں شان پہلے بھی بے مثل تھی آپ کی
کربلا میں مگر سُرخرو تھے سوا ، معتبر اور تھے

سطحِ صحرا پہ عالی کہاں کوئی تحریر ٹھہری کبھی
لفظ لیکن لہو سے جو لکھے گئے ریت پر اور تھے

وہ حسین ابنِ علیؓ

پیشِ یلغارِ ستم
کوہ صورت وہ قدم

قامتِ سطوتِ جم
اُس کی دہلیز پہ خم

اوجِ احساسِ وِفا
کر لیا سر کو علَم

اس طرح کس نے رکھے
زیرِ پا جاہ و حشم

اِس قدر کس سے ہوئی
قوتِ صبر بہم

کس کا دکھ ایسا کڑا
روئیں خود رنج و الم

عشق ہر عہد سے لے
کس کے سجدے کی قسم

کس کا معیارِ صفا
حق و باطل کا حَکَم

کس نے سینے پہ لیا
زخمِ تاریخِ حرم

وہ حسین ابنِ علی
اُس سے انساں کا بھرم

کر گیا اُس کا لہو
غم کی تہذیب رقم

کیسے آنکھ اُس کو کہیں
وہ جو ہوتی نہ ہو نم

درد سے ڈھول نہ ہو
کس کلیجے میں یہ دم

القلم

مجھے دشمنوں کے
نجس نیچ سپنوں کی تعبیر آساں بناتے ہوئے
امنِ مجہول کی لوریاں مت سناؤ
مجھے مت سلاؤ
کہ اس رزم گاہِ جہاں میں
ابھی خیر وشر کے تصادم کی تاریخ کا
خاتمہ کب ہوا ہے
تصادم تو جاری ہے
دیکھو
زمیں پر ہر اک سمت شر کی گنہ زاد فوجیں
بموں اور میزائلوں سے
گھروں، دفتروں، ہسپتالوں
مزاروں، ملوں، مدرسوں، مسجدوں
زندگی کے اجالوں
سرافرازیِ حسن وتہذیب کے سب حوالوں کو
ملبہ بناتی بڑھی آرہی ہیں
یہاں کربلا ہے وہاں کربلا ہے
مگر

یہ بھی سیلِ زماں کی کسی مختلف موج کا معجزہ ہے
کہ اس کھو کھلے بے جہت عہد کی
مصلحت گامیوں، عافیت بافیوں کے ہوس زار میں
خیر خوابوں کے راہی
وفا کے سپاہی
اجل ہار پہنے، ابد گیت گاتے
گنہ زاد فوجوں کے مذموم رستوں کی دیوار ہونے
قطاروں قطاروں چلے آ رہے ہیں

یزیدی ستم ہوں کہ فرعونیت کے شکنجے
کہ زریں طلسمات ہوں سامری کے
کوئی جبرِ شاہی
کوئی دامِ دانش فروشاں
مجھے دستِ ظلمت کی بیعت پہ تیار کر لے
یہ ممکن نہیں
میرے پندار کے
سر کشیدہ علم کو گرانے کی سب خواہشیں
وہم ہیں، خواب ہیں،
نقش بر آب ہیں

مصنف کی دیگر کتابیں

خواب دریچہ	غزلیات	۱۹۸۴
شوق ستارہ	نظم وغزل	۱۹۹۸
عرضِ ہنر سے آگے	نظم وغزل	۲۰۰۷

(پاکستان رائٹرز گلڈ ایوارڈ ۲۰۰۵ تا ۲۰۰۷)

(احمد ندیم قاسمی ایوارڈ ۲۰۰۷)

لفظ مختصر سے مرے حمد ونعت، نظم وغزل

(انتخاب خاور اعجاز ۲۰۱۵)

ایک لہر ایسی بھی	غزلیات	زیرِ اشاعت
دن بدلتے نہیں	نظمیں	زیرِ اشاعت
عشق دے ہور حساب	پنجابی کلام	زیرِ اشاعت
شعری دانش کی دُھن میں	تنقیدی مضامین	زیرِ اشاعت

''جلیل عالی کی شعری جمالیات میں بھی ایک انوکھا پن موجود ہے۔ مثلاً دل زمینوں میں صدق و صفا اُگانا، ریگ زارِ حیات کو پھول پھول کرتا تبسم، دیے جلاتی شفیق پلکیں، خبر خساروں کے جنگلوں میں خیر خوشبو، فصلِ صبحِ آشنائی، لامکاں کا آنکھ پتلی میں کھلنا اور نور نہایا رستہ ایسی دلآویز اور رعایتِ لفظی سے آراستہ تراکیب فکر وفن دونوں کو ایسا سرور بخشتی ہیں کہ قاری بے اختیار پکار اٹھتا ہے، ''نگاہ ہے! یا رسول اللہؐ نگاہ ہے!''

(امین راحت چغتائی)

''اُنھوں (جلیل عالی) نے اپنے دل کی لوح پر انتہائی دیانت داری اور سچائی سے ایک روشن اسم سجا رکھا ہے، یہی وہ مبارک اسم ہے جس نے ان کے تخلیقی مزاج کو الگ چھب اور شناخت عطا کی ہے۔ نعت کہتے ہوئے وہ یوں مختلف ہو جاتے ہیں کہ یہی بنیادی اور مرکزی حوالہ معنیاتی سطح پر کچھ زیادہ روشن اور شفاف ہو کر اپنی جمالیات بھی متشکل کر لیتا ہے۔''

(محمد حمید شاہد)

''توفیقی لمحات میں تخلیق ہونے والی یہ نعتِ مسلسل (نور نہایا رستہ) اردو نعت کی تاریخ میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد اور کامیاب تجربہ ہے۔ جلیل عالی کی یہ کاوش نعتیہ ادب کے حوالے سے ''ادبِ عالیہ'' میں شمار کیے جانے کے لائق ہے، کیوں کہ اس میں شعریت کے ساتھ عصریت اور مستقبلیت کے روشن امکانات موجود ہیں۔''

(پرویز ساحر)

ISBN No 978-969-8644-81-9